بحث ۔ اسقاط کا بیان

اس بحث میں تین باتیں عرض کرنی ہیں۔اسقاط کے معنی، اسقاط کرنے کا صحیح طریقہ، اسقاط کا ثبوت مگر چونکہ بعض لوگ اسقاط کے بالکل منکر ہیں۔وہ قسم قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔اس لیے اس بحث کے دو باب کیے جاتے ہیں پہلے باب میں مذکورہ تین باتیں اور دوسرے باب میں اس پر سوال و جواب۔

پہلا باب

اسقاط کے طریقے اور اس کے ثبوت میں

اس باب میں چار باتیں عرض کی جاتی ہیں: اسقاط کے کیا معنی ہیں، اسقاط کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے، اسقاط کرنے سے فائدہ کیا ہے۔اسقاط کا ثبوت کیا ہے (۱) اسقاط کے لغوی معنی ہیں گرادینا۔اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ میت کے ذمہ جو احکام شرعیہ رہ گئے ہوں ان کو اس کے ذمہ سے دور کرنا۔چنانچہ وجیز الصراط میں ہے:

اسقاط آں چیز است کہ دور کردہ شود از ذمہ میت بہ ایں قدر کہ میسر شود۔

(اسقاط وہ چیز ہے کہ میت کے ذمہ سے بقدر استطاعت ختم کردی جائے)۔

''اسقاط کا فائدہ یہ ہے کہ مسلمان سے بہت سے شرعی احکام عمداً سہواً خطارہ جاتے ہیں جس کو وہ پانی زندگی میں ادا نہ کر سکا اور اب بعد موت ان کی سزا میں گرفتار ہے۔اب نہ تو ادا کرنے کی طاقت ہے نہ اس سے چھوٹنے کی کوئی سبیل۔شریعت مطہرہ نے اس بیکسی کی حالت میں اس میت کی دستگیری کرنے کے لیے کچھ طریقے تجویز فرمادیے کہ اگر ولی میت وہ طریقہ میت کی طرف سے کردے تو بیچارہ مردہ چھوٹ جاوے۔اس طریقہ کا نام اسقاط ہے۔حقیقت میں یہ میت کی ایک طرح کی مدد ہے۔وہابی دیوبندی جس طرح کہ زندہ مسلمان کے دشمن ہیں اس طرح مردوں کے بھی دشمن کہ ان کو نفع پہنچانے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور مرے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔اسقاط کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی عمر معلوم کی جاوے۔اس میں سے نو سال عورت کے لیے اور بارہ سال مرد کے لیے نابالغی کے نکال دو اب جتنے سال بچے اس میں حساب لگاؤ کتنی مدت تک وہ بے نمازی یا بے روزہ رہا۔یا نمازی ہونے کے زمانہ میں کس قدر نمازیں اس کی باقی رہ گئی ہیں کہ نہ وہ پڑھی اور نہ قضا کیں اس لیے زیادہ سے زیادہ اندازلگالو۔جتنی نمازیں حاصل ہوں فی نماز ۱۷۵ روپے اٹھنی بھر گیہوں خیرات کردو۔یعنی جو فطرہ کی مقدار ہے وہ ہی ایک نماز کے فدیہ کی۔وہ ہی ایک روزے کی۔

تو ایک دن کی چھ نمازیں، پانچ فرض اور ایک وتر واجب ان کا فدیہ تقریباً بارہ سیر گندم ہوئے اور ایک ماہ کی فدیہ ۹من گندم تقریباً اور سال کی نمازوں کا ۱۰۸من گندم ہوتا ہے۔اب اگر کسی کے ذمہ دس بیس سال کی نمازیں ہیں تو صدہا من غلہ خیرات کرنا ہوگا۔شاید کوئی بڑا دیندار مالدار تو یہ کرسکے مگر غرباء سے ناممکن ہے۔ان کے لیے یہ طریقہ ہے کہ ولی میت بقدر طاقت گندم یا اس کی قیمت لے مثلاً ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ۹من تھا تو ۹من گندم یا اس کی قیمت لے اور کسی مسکین کو اس کا مالک کردے وہ مسکین یا تو دوسرے مسکین کو یا خود مالک کو بطور ہبہ دے دے۔وہ پھر اس فقیر کو صدقہ دے ہر بار کے صدقہ میں ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ادا ہوگا۔بارہ بار صدقہ کیا۔ایک سال کا فدیہ ادا ہوا۔اسی طرح چند بار گھمانے میں پورا فدیہ ادا ہوجائے گا۔نمازوں کے فدیہ سے فارغ ہوکر اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ کا فدیہ ادا کردیں۔رحمت الٰہی سے امید ہے کہ میت کی مغفرت فرمادے۔اسقاط کا یہ طریقہ صحیح ہے۔پنجاب میں جو عام طور پر مروج ہے کہ مسجد سے قرآن پاک کا نسخہ منگایا۔اس پر ایک روپیہ رکھا اور چند لوگوں نے اس کو ہاتھ لگایا پھر مسجد میں واپس کردیا اس سے نمازوں کا فدیہ ادا نہ ہوگا۔بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی کوئی قیمت ہی نہیں۔لہٰذا جب قرآن شریف کا نسخہ خیرات کردیا۔سب نمازوں کا فدیہ ادا ہوگیا مگر یہ غلط ہے کیونکہ اس میں اعتبار تو قرآن کے کاغذ،لکھائی چھپائی کا ہے اگر دو روپیہ کا یہ نسخہ ہے تو دو روپیہ کی خیرات کا ثواب ملے گا۔ورنہ پھر وہ مالدار جن پر ہزار ہا روپیہ سالانہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ کیوں اتنا خرچ کریں صرف ایک قرآن پاک کا نسخہ خیرات کردیا کریں۔غرضکہ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے طریقہ صحیح نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس سے اسقاط کا مقصد حاصل نہ ہوگا نہ کہ حرام ہے بلا دلیل کسی شئے کو صرف اپنی رائے سے حرام کہنا تو فضلائے دیوبندی کا کام ہے بقدر خیرات ثواب مل جاوے گا۔

نوٹ: ہم نے فدیہ کا جو وزن بیان کیا کہ چھ نمازوں کا بارہ سیر۔یہ ہر جگہ کے لیے نہیں ہے۔ایک نماز کا فدیہ ۱۷۵روپیہ اٹھنی بھر گندم ہوتے ہیں۔ہر صوبہ کے لوگ اس سے اپنے یہاں کے سیر سے حساب لگائیں۔اسقاط کے ثبوت میں تین بحثیں کرنا ہیں۔ایک تو یہ کہ حرام سے بچنے،ثواب حاصل کرنے یا شرعی ضرورت پوری کرنے کے لیے شرعی حیلے جائز ہیں۔دوسرے یہ کہ نمازوں کا فدیہ مال سے ہوسکتا ہے تیسرے یہ کہ خود اسقاط کا ثبوت کیا ہے۔

پہلی فصل

حیلہ شرعی کے جواز میں

شرعی حیلے کرنا ضرورت کے وقت جائز ہیں۔قرآن کریم احادیث صحیحہ اقوال فقہاء سے اس ثبوت ہے۔حضرت

ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنی بیوی کی سولکڑیاں ماروں گا۔رب تعالیٰ نے ان کوتعلیم فرمایا کہ تم ایک جھاڑ و لےکران کو مارواور اپنی قسم نہ توڑو۔قرآن مجید نے اسی قصہ کونقل فرمایا:

وخذ بيدك ضغثا فاضرب بہٖ و لا تحنث o (ص:۴۴)

ترجمہ: تم اپنے ہاتھ میں جھاڑو لےکر ماردواور قسم نہ توڑو۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ بنیامین کو اپنے پاس رکھیں اور راز ظاہر نہ ہو۔اس کے لیے بھی ایک حیلہ نہیں فرمایا جس کا مفصل ذکر سورہ یوسف میں ہے۔ایک بار حضرت سارہ نے قسم کھائی تھی کہ میں قابو پاؤں گی تو حضرت ہاجرہ کا کوئی عضو قطع کروں گی۔حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی آئی کہ ان کی آپس میں صلح کرادو۔حضرت سارہ نے فرمایا کہ میری قسم کیسے پوری ہو۔تو ان کو تعلیم دی گئی کہ حضرت ہاجر کے کان چھیددیں۔

مشکوٰۃ کتاب البیوع باب الربوٰ میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عمدہ خرمے لائے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے لائے۔عرض کیا کہ میرے پاس کچھ ردی خرمے تھے میں نے دوصاع ردی خرمے دیے اور ایک صاع عمدہ خرمے لے لیے فرمایا کہ یہ سود ہو گیا۔آئندہ ایسا کروکہ ردی خرمے پیسوں کے عوض فروخت کرو اور ان پیسوں کے اچھے خرمے لے لو۔دیکھو یہ سود سے بچنے کا ایک حیلہ ہے۔عالمگیری نے حیلوں کا مستقل باب لکھا جس کا نام ہے: کتاب الحیل ۔اسی طرح الاشباہ و النظائر میں کتاب الحیل وضع فرمائی۔چنانچہ عالمگیری کتاب الحیل اور ذخیرہ میں ہے:

كل حيلة يحتال بها الرجل لابطال حق الغير او لادخال شبهة فيه اولتمويه باطل فهي مكروهة وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام او ليتوصل بها الٰى حلال فهي حسنة والاصل فى جواز هٰذا النوع الخ o

ترجمہ: جوحیلہ کسی کا حق مارنے یا اس میں شبہہ پیدا کرنے یا باطل سے فریب دینے کے لیے کیا جاوے وہ مکروہ ہے اور جوحیلہ اس لیے کیا جاوے کہ اس سے آدمی حرام سے بچ جاوے یا حلال کو پالے وہ اچھا ہے۔اس قسم کے حیلوں کے جائز ہونے کی دلیل رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

کہ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اس سے ماردو یہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قسم سے بچنے کی تعلیم تھی اور عام مشائخ اس پر ہیں کہ اس آیت کا حکم منسوخ نہیں اور یہ ہی صحیح مذہب ہے۔

حموی شرح اشباہ اور تتارخانیہ میں جواز حیلہ کی بہت نفیس تقریر فرمائی چنانچہ بحث کے دوران فرماتے ہیں:

وعن ابن عباس انہٗ قال وقعت وحشۃ بین ھاجر وسارۃ فحلفت سارۃ ان ظفرت بھا قطعت عضوا منھا فارسل اللہ جبریل الٰی ابرٰھیم علیہ السلام ان یصلح بینھما فقالت سارۃ ماحیلۃ یمینی فاوحی اللہ الٰی ابراھیم علیہ السلام ان یامر سارۃ ان تثقب اذنی ھاجر فمن ثم ثقوب الاذن o

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سارہ وہاجرہ رضی اللہ عنہما میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت سارہ نے قسم کھائی کہ مجھے موقع ملا تو ہاجرہ کا کوئی عضو کاٹوں گی۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجا کہ ان میں صلح کرا دیں۔ حضرت سارہ نے عرض کیا تو میری قسم کا کیا حیلہ ہوگا پس حضرت ابراہیم پر وحی آئی کہ حضرت سارہ کو حکم دو کہ وہ حضرت ہاجرہ کے کان چھید دیں۔ اسی وقت سے عورتوں کے کان چھیدے گئے۔

ان قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ اور فقہی عبارات سے حیلہ شرعی کا جواز معلوم ہوا۔

دوسری فصل

روزے نماز کے فدیہ کے بیان میں

روزے کا فدیہ تو قرآن سے ثابت ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وعلی الذین یطیقونہٗ فدیۃ طعام مسکین o

ترجمہ: اور جن کو اس روزے کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مجبور، بوڑھا یا مرض الموت کا مریض جب روزے کے قابل نہ رہے تو ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا دے اور نماز بمقابلہ روزے کے زیادہ مہتم بالشان ہے اس لیے نماز کو روزے کے حکم میں رکھا گیا۔

چنانچہ اسی آیت کے ماتحت تفسیرات احمدیہ شریف میں ملا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں:

والصلوٰۃ نظیر الصوم بل اھم منہ فامرناہ بالفدیۃ احتیاطاً و رجونا القبول من اللہ تعالیٰ فضلاo

ترجمہ: نماز روزے کی مثل ہے بلکہ اس سے بھی اہم لہٰذا ہم نے اس میں بھی فدیہ کا احتیاطاً حکم دیا اور

رب تعالیٰ کے فضل سے قبول کی امید ہے۔

منارہ میں ہے:

ووجوب الفدية فی الصلوٰة للا حتياطo

ترجمہ: نماز میں فدیہ کا واجب ہونا احتیاطاً ہے۔

شرح وقایہ میں ہے:

وفدية كل صلوٰة كصوم يوم وهو الصحيحo

ترجمہ: ہر نماز کا فدیہ ایک دن کے روزے کی طرح ہے اور وہ ہی صحیح ہے۔

شرح الیاس میں ہے:

ويعتبر فدية كل صلوٰة فائت كصوم يوم ای كفدية يومo

ترجمہ: ہر فوت شدہ نماز کے فدیہ کا اعتبار ایک دن روزے پر ہے یعنی ایک دن کے روزے کی طرح ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

من مات وعليه قضاء رمضان فاوصٰى به اطعم عنه وليهٗ لكل يوم مسكينا نصف صاع من بر او صاعا من تمر او شعير لا نهٗ عجز عن الاداء و كذلك اذا اوصٰى بالا طعام عن الصلوٰةo

ترجمہ: جو شخص مر جاوے اور اس پر رمضان کی قضا ہے۔ پس اس نے وصیت کی تو اس کی طرف سے اس کا ولی ہر دن کے عوض ایک مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع خرمے یا جو دیدے کیونکہ میت اب ادا سے مجبور ہو گیا اور اسی طرح جبکہ اس نے نماز کے بدلے میں کھانا دینے کی وصیت کی ہو۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

اعلم انهٗ ورد النص فی الصوم باسقاطهٖ بالفدية اتفقت كلمة المشائخ علٰى ان الصلوٰة كالصوم استحسانا واذا علمت ذٰلك تعلم جهل من يقول ان اسقاط الصلوٰة لا اصل لهٗ ابطال للمتفق عليه من المذهبo

ترجمہ: جان تو کہ روزے کے فدیے کے ذریعے سے اسقاط میں نص وارد ہے اور تمام مشائخ اس مسئلہ

میں متفق ہیں کہ نماز استحسانا روزے کی طرح ہے جب تو نے یہ جان لیا تو اس شخص کا جہل تجھ پر ظاہر ہو جاوے گا جو متفق علیہ مسئلے کے خلاف یہ کہتا ہے کہ نماز کے اسقاط کی کوئی اصل نہیں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ نماز روزے کا فدیہ دینا جائز ہے اور قبول کی امید ہے بلکہ احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ نسائی نے اپنی سنن کبریٰ اور عبدالرزاق نے کتاب الوصایا میں سیدنا عبداللہ ابن عباس سے نقل فرمایا:

لایصلی احد عن احد ولا یصوم احد عن احد ولکن یطعم عنه مکان کل یوم مدین من حنطةo

ترجمہ: کوئی کسی کی طرف سے نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے لیکن اس کی طرف سے ہر دن کے عوض دو مد (آدھا صاع) گندم خیرات کر دے۔

مشکوٰۃ کتاب الصوم القضاء میں ہے:

قال من مات وعلیه صیام شهر رمضان فلیطعم عنه مکان کل یوم مسکینo

ترجمہ: جو مر جاوے اور اس کے ذمہ ماہ رمضان کے روزے ہوں تو چاہیے کہ اس کی طرف سے ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا دیا جاوے۔

غرضکہ نماز و روزے کا فدیہ مال سے دینا شریعت میں وارد ہے اس کا انکار کرنا جہالت ہے۔

تیسری فصل

مسئلہ اسقاط کے ثبوت میں

اسقاط کا طریقہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ اس کا ثبوت تقریباً ہر فقہی کتاب میں ہے۔ چنانچہ نور الایضاح میں اسی مسئلہ اسقاط کے لیے ایک خاص فصل مقرر کی۔ فصل فی اسقاط الصوم و الصلوٰة۔ یعنی یہ فصل نماز و روزے کے اسقاط میں ہے اس میں فرماتے ہیں:

ولایصح ان یصوم ولا ان یصلّی عنه وان لم یف ما اوصٰی به عما علیه یدفع ذٰلك المقدار للفقیر فیسقط عن المیت بقدرهٖ ثم یهبه الفقیر وهٰکذا حتی یسقط ما کان علی المیت من صیام وصلوٰة ویجوز اعطاء فدیة صلوٰت لواحد جملة بخلاف کفارة الیمینo

ترجمہ وہ ہی ہے جو ہم نے طریقہ اسقاط میں بیان کیا۔ درمختار باب قضاء الفوائت میں ہے:

ولو لم یترك مالا یستقرض وارثهٗ نصف صاع مثلا ویدفعهٗ لفقیر ثم یدفعه الفقیر

للوارث ثم وثم حتّٰی یتمo

اس کا ترجمہ وہ ہی ہے جو طریقہ اسقاط میں بیان ہوا۔ اس کی شرح میں شامی میں اس اسقاط کی اور زیادہ وضاحت فرمائی چنانچہ فرماتے ہیں:

والا قرب ان یحسب ما علی المیت ویستقرض بقدرہٖ بان یقدر عن کل شھر اوسنۃ او بحسب مدۃ عمرہٖ بعد اسقاط اثنی عشر سنۃ للذکر وتسع سنین للا نثٰی لانھا اقل مدۃ بلوغھما فیجب عن کل شھر نصف عزارۃ فتح القدیر بالمد الدمشقی مد زماننا ولکل سنۃ شمسیۃ ست عزائر فیستقرض قیمتھا ویدفعھا لفقیر ثم یستوھبھا منہ ویستلمھا منہ لتتم الھبۃ ثم یدفعھا لذٰلک الفقیر او لفقیر اٰخرو ھٰکذا فیسقط فی کل مرۃ کفارۃ سنۃ بعد ذٰلک یعید الدور لکفارۃ الصیام ثم الاضحیۃ ثم الایمان لکن لا بد فی کفارۃ لایمان من عشرۃ مسٰکین بخلاف فدیۃ الصلوٰۃ فانہٗ یجوز اعطاء فدیۃ صلوٰات للواحد o

ترجمہ: یعنی اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حساب کرے کہ میت پر کتنی نمازیں اور روزے وغیرہ ہیں اور اس اندازے سے قرض لے اس طرح کہ ایک ایک مہینہ یا ایک ایک سال کے اندازے سے لے یا میت کی کل عمر کا اندازہِ کرے اور پوری عمر میں سے بلوغ کی کم از کم مدت جو مرد کیلئے بارہ سال ہے اور عورت کیلئے نو سال وضع کردے پھر حساب کرلے تو ہر مہینہ کی نمازوں کا فدیہ نصف عزارہ ہوگا۔ دمشقی مد سے (فتح القدیر) اور ہر شمسی سال کا کفارہ چھ عزارہ ہوا پس وارث اس کی قیمت قرض لے اور فقیر کو اسقاط کیلئے دے پھر فقیر اس کو دیدے اور وارث ہبہ قبول کرکے موہوب پر قبضہ کرے۔ پھر وہ ہی قیمت اسی فقیر کو یا دوسرے کو فدیہ میں دے اسی طرح دورہ کرتا رہے تو ہر دفعہ میں ایک سال کا کفارہ ادا ہوگا اور اس کے بعد روزہ اور قربانی کے کفارہ کیلئے پھر قسم کیلئے لیکن کفارہ قسم میں دس مسکینوں کا ہونا ضروری ہے۔ بخلاف فدیہ نماز کے کہ اس میں چند نمازوں کا فدیہ ایک شخص کو دے سکتا ہے۔

یہ بالکل وہی طریقہ ہے جو ہم نے بیان کیا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے:

اراد الفدیۃ عن صوم ابیہ اوصلوٰتہٖ وھو فقیر یعطی منوین من الحنطۃ فقیرا ثم یستوھبہٗ ثم یعطیہ وھکذا الٰی ان یتمo

مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے:

فحیلتہٗ الابراء ذمۃ المیت عن جمیع ماعلیہ ان یدفع ذٰلک المقدار الیسیر بعد تقدیرہٖ بشیء من صیام اوصلوٰۃ اونحوہٖ ویعطیہ للفقیر بقصد اسقاط ما یرد عن المیت ثم بعد قبضہٖ یھبہ الفقیر للولی اولا جنبی ویقبضہٗ ثم یدفعہ الموھوب لہٗ للفقیر کجھۃ الاسقاط متبرء بہٖ عن المیت ثم یھبہ الفقیر للولی (الیٰ ان قال)وھٰذا ھوالمخلص ان شآء اللہ تعالیٰo

ترجمہ وہی ہے جواوپر گزرا۔عالمگیری میں ہے:

وان لم یترک مالا یستقرض ورثتہٗ نصف صاع ویدفع الیٰ مسکین ثم یتصدق مسکین علیٰ بعض ورثتہٖ ثم یصدق حتّٰی یتم الکل کذا فی الخلاصۃo

اسی طرح بحرالرائق،عینی،شرح کنزالدقائق،جامع الرموز،معتمدظہیریہ،شرح مختصرالنقایہ،فتاویٰ قاضی خان، قرائد،جواہرالقول،المختصروغیرہ کتب فقہ میں ہے مگرطوالت کے خوف سے تمام کی عبارت نقل نہیں کیں۔مصنف کے لیےاسی قدرمیں کفایت ہے۔

اب مخالفین کے پیشوا مولوی احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو۔فتاوی رشدیہ جلداول کتاب البدعات صفحہ۱۰۳میں ہے:”حیلہ اسقاط کامفلس کے واسطےعلماء نے وضع کیا تھا۔اب یہ حیلہ تحصیل چندفلوس کاملانوں کے واسطے مقرر ہوگیا ہے۔حق تعالیٰ نیت سے واقف ہے۔وہاں یہ حیلہ کارگر نہیں مفلس کے واسطے بشرط صحت نیت ورنہ کیا عجب ہے کہ مفید ہوورنہ لغواورحیلہ تحصیل دنیاویہ کا ہے۔”فقط رشیداحمدعفی عنہ۔“

اگرچہ اس میں بہت ہیرپھیر کی مگر جائز مان لیا لہٰذا اب کسی دیوبندی کوتو حیلہ اسقاط پراعتراض کاحق نہیں رہا۔ مفلس کی قید مولوی رشیداحمد صاحب نے اپنے گھر سے لگائی ہے۔ہم فقہی عبارات پیش کر چکے ہیں جس میں مفلس کی قید نہیں ہے۔مالدارآدمی بھی اگر پورافدیہ ادا کرے تو تمام ترکہ اسی میں چلا جاویگا۔ورثاء کوکیا بچے گا اوراگرکسی نے مرتے وقت وصیت بھی کردی ہوکہ میرافدیہ دیا جائے تووصیت تہائی مال سے زیادہ کی جائزنہیں۔اگرتہائی مال سے تمام عمر کی نمازوں کا فدیہ ادانہ ہوا۔تو حیلہ کرنے میں کیا حرج ہے؟رہا حیلہ کا حیلہ کرنا یہ محض لغو ہے۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ مدرسہ دیوبندمولویوں کے تنخواہ لینے کا حیلہ ہےلہٰذا لغو ہے۔

دوسرا باب

حیلہ اسقاط پر اعتراضات وجوابات

اس مسئلہ پر قادیانی اور دیوبندیوں جماعتوں کے کچھ اعتراضات ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ان کو کوئی معقول اعتراض نہیں مل سکا۔محض لفاظی سے کام لیتے ہیں چونکہ بعض سیدھے مسلمان شبہات میں پڑ جاتے ہیں۔اس لیے ہم ان کے جواب دیتے ہیں۔

اعتراض ا: حیلہ کرنا خدا کو اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے:

یخدعون اللہ و الذین اٰمنو و ما یخدعون الا انفسھم وما یشعرونo(بقرہ:۹)

ترجمہ: یہ منافقین اللہ اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور نہیں فریب دیتے مگر اپنی جانوں کو اور سمجھتے نہیں۔

یہ کیونکر ممکن ہے کہ تھوڑے مال کے عوض تمام عمر کی نمازیں معاف ہوجاویں۔

جواب: حیلہ کو دھوکا کہنا جہالت ہے۔حیلہ سے مراد ہے ضرورت شرعیہ پورا کرنے کی شرعی تدبیر۔اردو میں بولتے ہیں:''حیلہ رزق بہانہ موت''اور شرعی حیلہ تو رب نے سکھایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم فرمایا۔جس کے حوالے پہلے باب میں گزر چکے اور عالمگیری کا حوالہ گزر گیا کہ کسی کو فریب دینے کیلئے حیلہ کرنا گناہ ہے۔لیکن شرعی ضرورت کو پورا کرنے یا حرام سے بچنے کی تدبیر کرنا عین ثواب۔کسی جگہ مسجد بن رہی ہے روپیہ کی ضرورت ہے زکوٰۃ کا پیسہ اس میں نہیں لگ سکتا۔کسی فقیر کو زکوٰۃ دی اس نے مالک ہوکر اپنی طرف سے اس خرچ کر دیا،اس میں کس کو فریب دیا،کس کا مال مارا محض ضرورت شرعی کو پورا کیا۔لینے کا حیلہ کرنا برا اور دینے کا حیلہ کرنا اچھا ہوتا ہے۔اس میں فقراء کو دینے کا حیلہ ہے۔خدائے قدوس کی رحمتیں بھی حیلہ ہی سے آتی ہیں۔

رحمت ھق بھامی طلبد رحمت حق بھانہ می طلبد

خدا کی رحمت قیمت نہیں مانگتی۔خدا کی رحمت بہانہ چاہتی ہے۔یہ آیت یخدعون منافقین کے متعلق نازل ہوئی جو کہ کلمہ ایمانی کو اپنے لیے آڑ بناتے تھے اور دل میں کافر تھے۔مسلمانوں کے عمدہ اور شرعی اعمال پر اس کو چسپاں کرنا سخت جرم ہے۔اسقاط کے مال کی وجہ سے نماز معاف نہیں ہوتی بلکہ زمانہ زندگی میں نماز نہ پڑھنے کا یہ جو قصور میت سے ہو چکا ہے اور اب اس کا بدلہ میت سے ناممکن ہے اور میت اس میں گرفتار ہے اس کے قصور معاف کرانے کا یہ حیلہ

ہے کیونکہ صدقہ غضب الٰہی کو ٹھنڈا کرتا ہے: الصدقة يطفى غضب الرب۔

مشکوٰۃ باب الجمعہ میں ہے کہ جس سے نماز جمعہ چھوٹ جاوے وہ ایک دینار خیرات کرے۔ اسی مشکوٰۃ باب الحیض میں ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے بحالت حیض صحبت کرے تو ایک دینار خیرات کرے۔ یہ خیرات کیا ہے اس گناہ کا کفارہ ہے جس کا بدلہ ناممکن ہوگیا۔ اگر ہم یہ کہتے کہ انسان زندگی میں ہی آئندہ نمازوں کا فدیہ مال دے دیا کرے اور نماز نہ پڑھا کرے۔ تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ مال سے نمازیں معاف کرادیں۔

اعتراض ۲: نماز و روزہ عبادت بدنی ہے اور یہ فدیہ مال ہے اور مال بدنی عبادت کا کفارہ کسی طرح نہیں ہوسکتا ہے۔ لہٰذا یہ حیلہ محض باطل ہے۔

جواب: یہ قیاس قرآنی آیت کے مقابل ہے کہ قرآن تو فرمارہا ہے:

وعلى الذين يطيقونهٗ فدية طعام مسكين ۝ (بقرہ:۱۸۴)

ترجمہ: جس اس روزے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر فدیہ ہے۔ ایک مسکین کا کھانا۔

اور حکم الٰہی کے مقابل اپنا قیاس کرنا شیطان کا کام ہے کہ اس کو حکم الٰہی ﷻ ہوا تھا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کر۔ اس نے اس حکم کے مقابل اپنا قیاس دوڑایا، مردود ہوا۔ پھر بدنی محنت کے مقابل مال ہونا عقل کے مطابق ہے کہ ہم کسی سے کام کراتے ہیں اس کے قیاس مال دیتے ہیں بعض صورتوں میں جان کا بدلہ بھی مال سے ہوتا ہے۔ اور شریعت میں بعض کفارے خلاف قیاس بھی ہوتے ہیں۔ کوئی نمازی پہلی التحیات ﷺ بھول گیا تو سجدہ سہو کرے کسی نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا تو اس کے کفارہ میں ۶۰ روزے رکھے۔ حاجی نے بحالت احرام شکار کرلیا۔ اگر پیسہ ہے تو اس شکار کی قیمت خیرات کرے ورنہ روزے رکھے۔ یہ تمام کفارے خلاف قیاس ہیں مگر شریعت نے مقرر فرمادیا بسر و چشم منظور ہے۔

اعتراض ۳: حیلہ اسقاط سے لوگ بے نمازی بن جاویں گے کیونکہ جب ان کو معلوم ہوگیا کہ ہمارے بعد ہماری نمازوں کا اسقاط ممکن ہے تو پھر نماز پڑھنے کی زحمت کیوں گوارا کریں گے؟ اس لیے یہ بند ہونا چاہیے۔

جواب: یہ اعتراض تو ایسا ہے جیسے بعض آریوں نے اسلام پر اعتراض کیا ہے کہ مسئلہ زکوٰۃ سے مسلمانوں میں بیکاری پیدا ہوتی ہے اور مسئلہ توبہ سے آدمی گناہ پر دلیر ہوتا ہے کیونکہ جب غریب کو معلوم ہے کہ مجھے زکوٰۃ کا مال بغیر محنت ملے گا تو کیوں محنت کرے۔ اسی طرح جبکہ آدمی کو معلوم ہوگیا کہ توبہ سے گناہ معاف ہوجاتا ہے تو خوب گناہ کرے گا۔ جیسے یہ اعتراض محض لغو ہے اسی طرح یہ بھی جو شخص کہ فدیہ نماز پر دلیر ہوکر نماز کو ضروری نہ سمجھے وہ کافر ہوگیا

اور یہ مال نماز کا فدیہ ہے نہ کہ کفر کا۔ نیز اگر کوئی شخص مسئلہ صحیحہ کو غلط استعمال کرے تو غلطی اس استعمال کرنے والے کی ہے نہ مسئلہ کی۔ نیز یہ مسئلہ اسقاط صدہا سال سے مسلمانوں میں مشہور ہے لیکن آج تک ہم کو تو کوئی بھی مسلمان ایسا نہ ملا جو اس اسقاط کی بنا پر نماز سے بے پرواہو گیا ہو۔

اعتراض ۴: کچھ بنی اسرائیلیوں نے حیلہ کرکے مچھلی کا شکار کیا تھا۔ جس سے ان پر عذاب الٰہی آ گیا اور وہ بندر بنا دیے گئے۔ کونو اقرادۃ خٰسئین o (بقرہ:۶۵) معلوم ہوا کہ حیلہ سخت گناہ ہے اور عذاب الٰہی کا باعث۔

جواب: حیلہ کا حرام ہونا بھی بنی اسرائیل پر عذاب تھا جیسے کہ بہت سے گوشت ان پر حرام تھے۔ ایسے ہی یہ بھی۔ اس امت پر جائز حیلوں کا حلال ہونا رب کی رحمت ہے۔ نیز انہوں نے حرام کو حلال کرنے کا حیلہ کیا کہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار ان پر حرام تھا۔ ایسے حیلے اب بھی منع ہیں۔

اعتراض ۵: قرآن فرماتا ہے:

وان لیس للانسان اللا ماسعٰی o (نجم:۲۹)

ترجمہ: نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہ جو خود کمالے۔

اور فدیہ اسقاط میں یہ ہے کہ میت نماز نہ پڑھے اور اس کی اولاد مال خرچ کرکے اس کو اس جرم سے آزاد کرا دے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ حیلہ خلاف قرآن ہے۔

جواب: اس کا جواب فاتحہ کی بحث میں گزر گیا کہ اس آیت کی چند توجیہیں ہیں ایک یہ بھی ہے کہ لام ملکیت کا ہے یعنی انسان اپنی کمائی ہی کا مالک ہے غیر کی بخشش قبضہ میں نہیں، وہ کرے یا نہ کرے اس لیے غیر کی سخاوت پر پھول کر اپنی محنت کو بھول جانا خلاف عقل ہے۔

بعد مرنے کے تمہیں اپنا پرایا بھول جائے   فاتحہ کو قبر پر پھر کوئی آئے یا نہ آئے!

یا یہ کہ آیت کریمہ عبادت بدنیہ کے بارے میں آئی ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھ دے یا روزے رکھ دے تو اس کے ذمہ سے اس کے فرائض نماز و روزہ ادا نہ ہوں گے وغیرہ۔ اگر یہ توجیہیں نہ کی جاویں تو بہت سی آیات قرآنیہ اور احادیث کی مخالفت لازم آوے گی۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مومنین اور اپنے ماں باپ کیلئے دعا کریں۔ نماز جنازہ بھی میت کے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا ہی ہے۔ احادیث نے میت کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی پوری تحقیق ہمارے فتاویٰ میں دیکھو۔

ضروری ہدایت: بعض جگہ رواج ہے کہ اگر کسی مسلمان کا انتقال جمعہ کے علاوہ کسی اور دن ہو تو میت کے ورثاء اس کی قبر پر حافظ بٹھا کر جمعہ تک قرآن خوانی کراتے ہیں۔ بعض دیوبندی اس کو بھی حرام کہتے ہیں۔ لیکن یہ حرام کہنا محض غلط ہے اور قبر کے پاس قرآن خوانی کرنا بہت باعث ثواب ہے۔ اس کی اصل یہ ہے کہ مشکوٰۃ کتاب عذاب القبر میں ہے کہ جب میت قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔

وتولّٰی عنه اصحٰبهٗ اتاه ملکانo

ترجمہ: اور لوگ دفن کر کے لوٹ آتے ہیں تب منکر نکیر فرشتے سوالات کے لیے آتے ہیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ دفن کرنے والوں کی موجودی میں سوال قبر نہیں ہوتا اور پھر شامی جلد اول باب صلوٰۃ الجنائز میں ہے: کہ آٹھ شخصوں سے سوال قبر نہیں ہوتا، شہید، جہاد کی تیاری کرنے والا، طاعون سے مرنے والا، زمانہ طاعون میں کسی بیماری سے مرنے والا (بشرطیکہ یہ دونوں صابر ہوں) صدیق، نابالغ، بچہ، جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرنے والا۔ ہر رات سورہ ملک پڑھنے یا مرض موت میں روزانہ سورۂ اخلاص پڑھنے والا (بعض نے فرمایا کہ نبی سے بھی)

اس سے معلوم ہوا کہ جو جمعہ کو مرے اس سے سوال قبر نہیں ہوتے تو اگر کسی کا انتقال مثلاً اتوار کو ہوا اور بعد دفن سے ہی آدمی وہاں موجود رہا تو اس کی موجودگی کی وجہ سے سوال قبر نہ ہوا۔ اور اب جب جمعہ آ گیا۔ سوال قبر کا وقت نکل چکا۔ اب قیامت تک نہ ہوگا۔ گویا یہ عذاب الٰہی سے میت کو بچانے کی ایک تدبیر ہے اور اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ اس پر رحم فرما دے۔ اب جبکہ آدمی بیٹھا ہے تو بیکار بیٹھا بیٹھا کیا کرے قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ جس سے میت کو بھی فائدہ ہوا اور قاری کو بھی۔

کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی باب مایقول بعد الدفن میں ہے:

قال الشافعی یستحب ان یقرا عندهٗ شیئاً من القراٰن قالوا فان ختموا القراٰن کلهٗ کان حسنo

ترجمہ: یعنی قبر کے پاس کچھ تلاوت کرنا مستحب ہے اور اگر پورا قرآن پڑھیں تو بھی اچھا ہے۔

ہم اذان قبر کی بحث میں عرض کر چکے ہیں کہ قبر پر جو سبزہ اگ جاتا ہے اس کی تسبیح کی برکت سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔ تو انسان کی تلاوت قرآن ضرور نافع ہوگی انشاء اللہ۔ مگر چاہیے یہ کہ کسی وقت بھی قبر آدمی سے خالی نہ رہے اگرچہ لوگ باری باری سے بیٹھیں۔

ضروری نوٹ: بعض جگہ مسلمان رمضان کے جمعۃ الوداع کے دن کچھ نوافل قضاء عمری پڑھتے ہیں بعض لوگ

اس کو حرام اور بدعت کہتے ہیں اور لوگوں کو روکتے ہیں۔قرآن کریم فرماتا ہے:

ارء یت الذین ینھٰیo عبدًا اذا صلّٰیo

ترجمہ: بھلا دیکھوتو جومنع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔

معلوم ہوا کہ کسی نمازی کو نماز سے روکنا سخت جرم ہے۔قضاء عمری بھی نماز ہے اس لیے روکنا ہرگز جائز نہیں۔

قضاء عمری کی اصل یہ ہے کہ تفسیر روح البیان زیرآیت ولتستبین سبیل المجرمینo (انعام:۵۵) ایک حدیث نقل کی:

ایما عبد اوامة ترك صلٰوتهٗ فی جھالتهٖ فتاب وندم علٰی ترکھا فلیصل یوم الجمعة بین الظھر والعصر اثنتی عشرة رکعة یقرء فی کل منھا الفاتحة واٰیة الکرسی والاخلاص والمعوذتین مرة لایحاسبه الله تعالیٰ یوم القیٰمة ذکرهٗ فی مختصر الاحیاءo

ترجمہ: جومرد یا عورت نادانی سے نماز چھوڑ بیٹھے پھرتوبہ کرے اور شرمندہ ہو اس کے چھوٹ جانے کی وجہ سے تو جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان بارہ رکعتیں نفل پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور قل ھواللہ اور فلق وسورہ ناس ایک ایک بار پڑھے تو خدا تعالیٰ اس سے قیامت کے دن حساب نہ لے گا اس حدیث کو مختصر الاحیاء میں ذکر کیا۔

صاحب روح البیان اس حدیث کا مطلب سمجھاتے ہیں کہ توبہ کرنے اور نادم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ تارک الصلوٰۃ بندہ شرمندہ ہوکر تمام نمازیں قضا پڑھ لے کیونکہ توبہ کہتے ہی اس کو ہیں پھر قضا کرنے کا جو گناہ ہوا تھا وہ اس نماز قضاء عمری کی وجہ سے معاف ہو جائے گا یہ مطلب نہیں کہ نمازیں قضا نہ پڑھو۔صرف یہ نماز پڑھ لو سب ادا ہوگئیں یہ تو روافض بھی نہیں کہتے کہ ان کے یہاں چندروز کی نمازیں ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے یہ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سال بھر تک نماز نہ پڑھو۔پس جمعۃ الوداع کو یہ بارہ رکعتیں پڑھ لو سب معاف ہوگئیں۔مطلب وہی ہے جو صاحب روح البیان نے بیان فرمایا۔اور مسلمان اسی نیت سے پڑھتے ہیں۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ مشکوٰۃ کتاب الحج باب الوقوف بعرفه میں ایک حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرفہ میں حاجیوں کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔بارگاہ الٰہی سے جواب آیا کہ ہم نے مغفرت فرمادی سوائے مظالم (حقوق العباد) کے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر مزدلفہ میں دعا فرمائی۔تو مظالم یعنی حقوق العباد بھی معاف فرمادیے گئے۔اس کا مطلب یہ نہیں

کہ کسی شخص کا قرض مارلو، کسی کو قتل کردو، کسی کی چوری کرلواور حج کرآؤ۔سب معاف ہوگیا۔نہیں بلکہ ادائے قرض میں جو خلاف وعدہ تاخیر وغیرہ ہوگئی وہ معاف کردی گئی۔حقوق العباد بہرحال ادا کرنے ہوں گے۔اگر مسلمان اس قضاء عمری کے پڑھنے یا سمجھنے میں غلطی کرے تو اس کو سمجھا دو۔نماز سے کیوں روکتے ہو۔اللہ توفیق خیر دے۔اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہو جب بھی فضائل اعمال میں معتبر ہے۔